TIGHT BINDING BOOK

UNIVERSAL LIBRARY
OU_222647
UNIVERSAL LIBRARY

الشعراء فی کل وادٍ یہیمون

الحمد للہ والمنہ کہ دریں زمان من تصنیف عالیجناب مستغنی الالقاب نواب
سید بنیاد حسین خانصاحب بہادر جاہ دام اقبالہ نوادہ غفران مآب نواب
معتمد الدولہ بہادر مرحوم وزیر اعظم جنت آرامگاہ شاہ اودھ نور اللہ مضـ مثنوی موسومہ
باسم تاریخی

فسانۂ لذت

۱۳۲۶ھ

باہتمام سید محمد رضا کاتب مثنوی ہذا در مطبع داروغہ سید محمد صاحب
المعروف بہ تصویر عالم پریس واقع لکھنؤ محلۂ ڈیوڑھی آغا میر
بجلیۂ طبع آراستہ مطبوع طبائع گردید

١٠٢٣٦

۶٥٠

Checked 1969.

Checked 1965

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد خداے ہر دو جہان ۔ مالک الملک قادر و سبحان

حافظ و ناصر و سمیع و بصیر ۔ رازق و خالق و علیم و خبیر

عالم الغیب سامع الاصوات ۔ قابل التوب رافع الدرجات

چاہیے نعت احمد مختار ۔ دوست رکھتا ہے جنکو خود غفار

شافع المذنبین رسول خدا ۔ فخر اولاد آدم و حوا

مورد لطف و رحمت خالق ۔ مقصد آیۂ وَمَا یَنْطِقُ

پھر لکھون مدحت علیؑ ولی ۔ جانشین نبیؐ و نفس نبیؐ

خویش پیغمبر و ابو السبطین ۔ زوج زہرا و سید الثقلین

کاشف امر حاضر و غائب — خلف صالح ابی طالب

شب معراج قرب حق پایا — قاب قوسین شان مین آیا

بعد اس کے بصد ہزار اکرام — آل و اصحاب پر درود و سلام

جنکی ہے قدسیون مین بھی تعظیم — جنکا مداح خود ہے ربّ کریم

اسکے بعد اب یہ ملتمس ہے فقیر — بندۂ بے کمال جاہ حقیر

اک مرے دوست نے کیا مجبور — مثنوی تب ہوئی ہے یہ مسطور

فکر تاریخ تھی پئے شہرت — نام رکھا فسانۂ لذّت ١٣٢٦ھ

یہ بھی گویا تھا شغل بیکاری — اُسپہ منظور اُنکی دلداری

نثر مین لکھ کے جو جو حال دیا — کچھ تصرّف سے مین نے نظم کیا

لائق دید ہین دُر مکنون — ہین مضامین عالیہ موزون

ابتدا سے روایت اُنکی ہے — انتہا تک حکایت اُنکی ہے

واقعہ اُنکے یہ شباب کا ہے — یہ فسانہ اُنھین جناب کا ہے

قید اسکی بھی تھی بصد اصرار
ہونے پائے نہ اسم کا اظہار

سخت مشکل ہوئی دم تحریر
بجز اس کے نہ بن پڑی تدبیر

اپنے ہی سمت انتساب کرون
اپنے ہی نفس سے خطاب کرون

میرے قصے کی یہ کتاب نہین
میرا افسانہ شباب نہین

مجھکو ان باتون کا خیال نہین
مجھپہ گزرا ہوا یہ حال نہین

میری جانب کسی کو ہو نہ خیال
شیب مین عشق مہوشان ہے محال

ہیچ ہین اب بتان فرخاری
حسن یوسف ہے حسن بازاری

مین کہان اور کہان فسانۂ عشق
دل نہین وہ جو ہو نشانۂ عشق

سر ہے یہ ایسا جو سر ہے رعشہ دار
دل کے دینے سے مجھکو ہے انکار

بار خاطر ہو دو قدم چلنا
ہاتھ تھامے رہے اگر نہ عصا

چشم پر چشمہ جز لاینفک
آنکھ میری بنی ہے خود عینک

کیا بنائے جوان خضاب ہمین
دانت بھی دے گئے جواب ہمین

ہلتے دانتون کا اب رہا نہ رسوخ
جیسے قرآن کے آیۂ منسوخ

اوڑ رہی ہین ہوائیان منھ پر
رنگ چہرے کا ہے بیاض سحر

شکل سے ہے عیان پریشانی
چشم حیران ہے چشم قربانی

قید پیری ہمین ہے بے تقصیر
لغزش پا ہے پاؤن کی زنجیر

دیکھ سکتے نہین ہین جانب فوق
خم گردن بنا گلے کا طوق

پھیر لیتے ہین مُنھ حسین ہم سے
ہے ہر اک بات مین نہین ہم سے

اب کہان ہم پیام کے قابل
رہ گئے ہین سلام کے قابل

نمک شوراب ہے حُسن ملیح
ہاتھ مین اب تو رہتی ہے تسبیح

دشمن جان ہے شیب خانہ خراب
الفراق الفراق عہد شباب

ہجر مین اسکے صبر ہے مفقود
دمبدم ہے زبان پہ لیت یعود

تو عجب چیز اے جوانی تھی
تیرے ہی دم سے زندگانی تھی

مقصد اب قصہ مختصر سُنیے
قصۂ عشق با اثر سُنیے

فصل گرمی کی تھی اگرچہ اخیر
گرمیان کر رہا تھا مہر منیر

جسم پر سب کو تھا گوار لباس
تر پسینے سے بار بار لباس

روز دریا پہ جانا دونون وقت
فرض سبکو نہانا دونون وقت

باغ بے برگ و بار تھا نے خشک
ندیان نہرین خشک نالے خشک

پنکھے والون کا تھا ہوا پہ مزاج
سُنکے سب سے بہت ہے گرمی آج

صبح تبرید روز نیوانی
دمبدم لاؤ برف کا پانی

دیکھکر دھوپ دل پگھلتے تھے
پر مرغ نگاہ جلتے تھے

تھی وہ گرمی کہ جسم دریا پر
بار آب روان کی تھی چادر

تا لب جو جو موج آتی تھی
وہ بھی سوکھی زبان دکھاتی تھی

دیدۂ حوض غم سے تھا پر آب
پھوٹی قسمت کو رو رہے تھے حباب

سایہ پڑکر زمین پہ جلتا تھا
نقش پا کروٹین بدلتا تھا

حدت مہر مین بلا کا اثر
خشک چشم صدف مین آب گہر

تھا یقین دھوپ گر نہ ڈھل جاتی　　شاخِ گاوِ زمین بھی جل جاتی
تھا زبانوں پہ سب کی لیل و نہار　　وقنا ربنا عذاب النار
کوئی ممکن نہ تھا رہے زندہ　　اُسکی رحمت کا گر نہ ہو سایہ
شام کا وقت جب قریب آیا　　دوست احباب سب ہوئے یکجا
تھی جو سلخِ جمادی الثانی　　بہر رویت نظر تھی دیوانی
جانبِ چرخ تھے تماشائی　　وہ ہوا چاند یہ صدا آئی
لیکے آئینہ بام پر گئے سب　　دیکھنے کے لیے ہلال رجب
وہان نظر آئی ایک مہ پارا　　نہ رہا صبر کا سبھے یارا
تیسّ کے دو ہوے برابر چاند　　ایک کوٹھے پہ اک فلک پر چاند
دونون رخسار گوش و ابرو چاند　　دونون لب چاند خود وہ مہرو چاند
آسمان پر تھا اک مہ نو چاند　　یہان جو گنیے تو ایک جا نو چاند
نظر مہر کی جو اُس مہ نے　　ماہ نو کو بھی چار چاند لگے

چپکے چپکے پڑھی دعاے ہلال ‏— دیکھا آئینے مین پھر اپنا جمال

چاند پھلی کا ہو رہا تھا ماند ‏— چودھوین کا تھا آئینے مین چاند

شوخ و چالاک و قہر و آفت تھی ‏— جو ادا اُسکی تھی قیامت تھی

پائجامہ گرنٹ کا دھانی ‏— اُس پہ ہلکا دوپٹہ بادامی

آنکھ دل چھینے کی تاک مین تھی ‏— ایک ہیرے کی کیل ناک مین تھی

مُسکراہٹ لبون پہ آپ خموش ‏— بالیان موتیون کی حلقہ بگوش

اُنگلیون مین انگوٹھیان سچی ‏— ناخنون مین لگی ہوئی مہندی

تیل کیوڑے کا سر مین ڈالے ہوے ‏— مانگ بھی تھی چھری نکالے ہوے

تھر کا جل کے تھے وہ دنبالے ‏— دل مین چبھتے تھے دیکھکر بھالے

آنکھین ایسی کہ بس خدا کی پناہ ‏— تیر دل پر لگا رہی تھی نگاہ

چاندسی شکل پھول سے رخسار ‏— جان سینے کو ہر ادا تیار

بیدہن گر کہون تو کیا ہے غلط ‏— دہن تنگ کا نشان تھا فقط

دانت اُسکے چمک مین تھے گوہر ۔ بلکہ گوہر نثار ہون اون پر
تہا یقین سینہ پر پڑی جو نظر ۔ رکھدیے ہین اُلٹکے دو ساغر
چشمِ مشتاق اِسکو کیا جانے ۔ تھی کمر یا نہ تھی خدا جانے
کیا کہون دیکھکر ہوا جو حال ۔ نہ رہا دل کو کچھ خیالِ مآل
رہے مطلق بجا نہ ہوش و حواس ۔ بولی قسمت خدا ہی لائی راس
اوّل اوّل نظارے ہونے لگے ۔ آخر آخر اشارے ہونے لگے
روز لڑنے لگی نگہ سے نگاہ ۔ سچ ہے ہوتی ہے دلسے دلکو راہ
سِن تہا کم اور مزاج بھی سادا ۔ ہوگیا وعدہ گھر مین آنے کا
تہا یقین ہے خیالِ خامِ وصال ۔ یک بیک آگئی جو شامِ وصال
پہلے مشاطہ میرے گھر آئی ۔ اُنکے آنے کی وہ خبر لائی
کیا کہون اُس چڑیل کی صورت ۔ جس سے شیطانکو بھی ہو نفرت
جھرّیان تن پہ دست و پا تھے تانت ۔ پیٹ مین آنت اور نہ منھ مین دانت

چہرہ مانند قیر تیرہ فام
گنج سر مین سفید بال تمام

ناک چپٹی تھی بیٹھا تھا بانسا
مثل گنبد اُٹھا ہوا ماتھا

الامان زرد زرد دیدے گول
قد بہت پست پیٹ جیسے ڈھول

موٹے موٹے کبود لب دونون
بدقوارہ تھے کچھ عجب دونون

دانت اتنے بڑے کہ آئے ہول
دیکھکر بھوت بھی پڑھے لاحول

دونون رخسارہ دو طباقِ گلی
خوب مشاطہ اُس حسین کو ملی

تیز رفتار اور گھبرائی
چال جیسے چلے چھپلپائی

وہ شرارت شعار جب آئی
اُس پری کی سواری تب آئی

پھولون مین وہ بسا ہوا ملبوس
بھینی بھینی وہ بوے عطر عروس

بسکہ آراستہ یہان تھا مکان
تھے مہیا وصال کے سامان

ہار پھولون کے عطر کے کنٹر
شمع و فانوس شیشہ و ساغر

کب تھی دیوارون پر پھیری قلعی
چشم مشتاق کی سفیدی تھی

مسندِ زرنگار آئی تھی ۔ ماہ نے چاندنی بچھائی تھی

زیبِ مسند ہوئی وہ ماہ لقا ۔ ہر طرف نورِ چہرے کا پھیلا

بجھ رہے تھے ادھر تو دل کے داغ ۔ دیکھکر حسن جل رہے تھے چراغ

میرے گھر رشکِ حور آئی ہے ۔ کیا تری شانِ کبریائی ہے

تھی جو رازو نیاز کی وہ شب ۔ آئینے ہوگئے تھے اندھے سب

غیر ممکن تھا کوئی جھانک سکے ۔ پڑگئے در کی آنکھ پر پردے

آنیوالون مین اک فقط تھی ہوا ۔ دور سے وہ بھی جھلتی تھی پنکھا

میرے پہلو مین تھی وہ ماہ منیر ۔ بعد مدت کے چمکی تھی تقدیر

لب پہ آئین مذاق کی باتین ۔ چھڑ گئین اشتیاق کی باتین

شستہ رفتہ زبان بیان لطیف ۔ یہ بھی تحقیق تھا کہ ہے یہ شریف

کہتی تھی خود بھی وہ ستمگر شعر ۔ عاشقانہ تھے یاد اکثر شعر

مجھسے کہنے لگی وہ غیرت ماہ ۔ آپ ہی کا تو ہے تخلص جاہ

ہین سخنور سخن شناس بھی ہین | دونون دیوان میرے پاس بھی ہین
تھے جو اُستادِ امیر مینائی | اُنسے اصلاح آپ نے پائی
فردِ بیمثل و نکتہ دان تھے وہی | اِن زمینون کے آسمان تھے وہی
شاہِ اقلیمِ علم و فن تھے وہی | خسروِ کشورِ سخن تھے وہی
مالکِ ملکِ خوش مقالی تھے | زیبِ اورنگِ نظمِ عالی تھے
شہرون شہرون ہے نام کا شہرہ | سُن چکی ہون کلام کا شہرہ
وصل کی شب تھی وہ مگر ہیہات | اُٹھین باتونمین گزری آدھی رات
اور اُس شب کا کیا لکھون احوال | شرم ہے مانعِ بیانِ وصال
طبع لکھنے مین گرچہ بند نھین | عامیانہ روش پسند نھین
استعارون مین کچھ بیان ہے رقم | دو ہلال ایکجا ہوے تھے بہم
رنگِ گلچین جمانہ تھی جو ہوا | کھِلگیا باغِ حسن مین غنچا
آگیا وقت بارشِ باران | منھ صدف کا کھلا پئے نیسان

کے

تھا عیان سب کیجیے خیال اگر | تختۂ لعل پر جڑے ہین گہر
کیا کہون ہاے ماجراے دل | اب کسی پر نہ یارب آئے دل
کیا غضب آسمان نے یہ کیا | ایک جادو گھڑی نہ دیکھ سکا
صبح کے ہو گئے عیان آثار | بولی مشّاطہ ہو فنس تیار
نہ رہے آسمان پر تارے | غنچے چٹکے طیور چہکارے
قطرے شبنم کے زیورِ گل تھے | گوہرِ آب دار بالکل تھے
ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائین آنے لگین | شمعین محفل سے اُٹھکے جانے لگین
جان سب دے رہے تھے پروانے | جسپہ گزرے اُسیکا دل جانے
چپکی نرگس کھڑی تھی گلشن مین | اوس غمگین پڑی تھی گلشن مین
بجھ رہے تھے ہر ایک گھر مین چراغ | جسطرح وصل مین فراق کے داغ
آکے بیٹھی قریب شاہدِ گل | آشیانے سے شاخ پر بلبل
تھا زبانون پہ ذکر ربِّ جلیل | کہین تسبیح تھی کہین تہلیل

صبح وہ صبحِ ہجرِ دلبر تھی　　میرے حق مین تو روزِ محشر تھی
دی موذن نے ناگہان جو اذان　　آنکھین ملتی اوٹھی وہ رحمتِ جان
رات کے جاگنے سے طبع نڈھال　　پٹیان بگڑی ہوئین پریشان بال
ضو مین تھی رشکِ نیّرِ رخشان　　فرش پر گر کے ماتھے کی افشان
ڈورے تھے لال لال آنکھونمین　　تھا خمارِ وصال آنکھون مین
جا بجا سے جو مسکی تھی محرم　　اُبھرے جوبن کا تھا عجب عالم
لیکے انگڑائیان غضب ڈھایا　　اور جوبن سوا ابھر آیا
تھی لبون پر مسی کہان باقی　　کچھ تھے بوسونکے ہان نشان باقی
توڑ کر پھینکا پھولون کا گہنا　　کہا قسمت مین تھا یہ غم سہنا
ناحق آئی جو رنج دیکے چلی　　دل پہ فرقت کا داغ لیکے چلی
پائینچے پھر سنبھالتی اوٹھی　　دوہرے آنچل وہ ڈالتی اوٹھی
اوسطرف تو ہوئی روانہ وہ حور　　اِسطرف دلمین پڑ گیا ناسور

ہوا اتنے مین جلوہ آرا مہر
سورۂ نور پڑھ کے نکلا مہر

تھی زبانون پہ آیتِ وَالشَّمس
ہر طرف تھی تلاوتِ وَالشَّمس

کچھ دنون تک رہا یہ رنگ اُنکا
دوسرے تیسرے دن آنا ہوا

حد سے جب بڑھ گئی محبتِ دل
کھینچ ہی لائی اُسکو الفتِ دل

لاکھ تنہائی کے ہون قول و قسم
در و دیوار گوش دارد ہم

قصۂ عشق کی ہوئی شہرت
یہین رہنے لگی وہ مہ طلعت

آسمان سے مگر نہ دیکھا گیا
رنگ تقدیر نے بھی پھر بدلا

لکھنؤ جانے کا ہوا سامان
تھی ضرورت بہت شدید وہان

چار دن کے لیے کیا تھا سفر
دو مہینے وہان رہے جاکر

تھی جو کانون مین اُس صنم کی صدا
بعض اوقات ہوتا تھا دھوکا

کبھی آہٹ جو پاؤن کی پائی
جانب در ہوا تماشائی

دل سے ہر دم اُسی کی تھین باتین
ہو گئین تھین پہاڑ وہ راتین

کوئی کس طرح ایسی شب کاٹے
الحفیظ الامان وہ سناٹے

پھرتی تھی آنکھوںمین وہی صورت
چین دلکو نہ جان کو راحت

کبھی سینہ مین دل اوچھلتا تھا
کبھی گھبرا کے مین ٹہلتا تھا

کہہ نہ سکتا تھا مین کسی سے یہ راز
تھین خدا سے دعائین بعدِ نماز

لب پہ تھے بہ نیاز سے یہ سخن
جلد پہونچا دے مجکو میرے وطن

گلشنِ روئے یار کی ہو سیر
پاؤنمین اُس پریکو جا کے بخیر

دونون عالم مین ہے فقط تری ذات
سامع الصوت قاضی الحاجات

عرض حاجت غلط نہین سرِ مو
عالم الغیب ہے الٰہی تو

حالِ دل سے علیم ہے یارب
تو کریم الرحیم ہے یارب

عبدِ عاصی کی ہو دعا مقبول
بہرِ زوجِ بتول و سبطِ رسول

یہان دعا لب پہ باصد آہ حزین
چشم اشکون سے تر تھی دل غمگین

وہان دل اُس شوخ کا جو گھبرایا
نامہ لکھوا کے مجکو بھجوایا

ساقیا دے مجھے وہ جام طہور
جسکے پینے سے ہو دوچند سرور

ساقیا آج وہ سبو آئے
مشک و عنبر کی جس سے بو آئے

آتشین رنگ آج مے لانا
جس سے بیخود ہون مین وہ شے لانا

وہ زمرد کا جام مے آئے
خطِ سبز خضر بھی شرمائے

ساقیا بزم مین جو آئے قدح
لب پہ ساغر کے ہو دعائے قدح

پنجتن کے لکھے ہوئے ہون نام
گرد ناموں کے ہو جڑاؤ کام

رشکِ الماس ہر نگینہ ہو
دستِ حورِ جنان کا مینا ہو

ہون جو اُسمین سنہری تحریرین
گردنِ حور کی ہون زنجیرین

غنچہ و گُل ہو نرالا رنگ
صنعِ قدرت کا نکلے سارا رنگ

جام نازک یہ ہو کہ ہو دھوکا
رنگِ مے پھوٹ کر نکل آیا

دین صدا اُڑکے بلبلین ساغر کی
ہم بھی موجین ہین حوض کوثر کی

مے وہ ہو جس سے بچا ہکے ناممکن
ہو صفائی مین وہ دل مومن

دور مین ساغر شراب رہے | چرخ پر جبتک آفتاب رہے

آتش شوق سے یہ بھڑکائے | جام کو بھی پسینہ آجائے

جس کے پینے مین نہ بیم وہراس | آئے آواز اشربوا من کاس

جسکا مداح ہے خدائے غفور | کہا جسکو مزاجہا کافور

جسکے طالب تھے انبیائے زمان | جسکو کہتے ہین سب مے عرفان

ہے اسی مے مین دلبری کی طرح | یہ شراب اوڑتی ہے پری کی طرح

شیفتہ اسپہ ایک عالم ہے | عشق کی یہ بھی جزو اعظم ہے

شرط لیکن ہے پاکبازی ہو | اسکا شعبہ ہے گو مجازی ہو

ہم بھی ہین مبتلائے آفت عشق | جھیلنی پڑ گئی مصیبت عشق

سنیے اب یار دلنواز کا خط | ناز پرور کا بے نیاز کا خط

نامہ

قمری سرو جوئبار جمال | غنچۂ تازۂ بہار جمال

گلِ گلزارِ حسن و رنگینی — بلبلِ بوستانِ خود بینی

مہرِ تمثال رشکِ بدرِ منیر — حسن کے بھی شباب کی تصویر

بعد شوقِ سلام ظاہر ہو — تمپہ میرا پیام ظاہر ہو

یہان بھی فرقت مین بیقراری ہے — اشکباری ہے آہ و زاری ہے

نہین رونے کے اب سوا کچھ کام — کیا خبر تھی کہ ہوگا یہ انجام

دردِ دل بیقرار رکھتا ہے — سوزِ دل اشکبار رکھتا ہے

لوگ کہتے ہین مجکو سودائی — دل لگا کر مین تم سے پچھتائی

حد بھی ہوتی ہے اک جفا کے لیے — رحم کر رحم کر خدا کے لیے

جان لی تیری بیوفائی نے — مار ڈالا غمِ جدائی نے

باغ نظرون مین کنجِ مدفن ہے — حال دل کا خدا پہ روشن ہے

دردِ دل اور کوئی کیا جانے — یا تو مین جانون یا خدا جانے

در و دیوار پہ نگاہِ یاس — دلمین لاکھون طرح کے ہین وسواس

ہجر کی رات ہے نرالی رات　　کاٹے کھاتی ہے مجھکو کالی رات
شب یلدا ہو یا شبِ دیجور　　دونون ہین اسکے سامنے کافور
نہ دکھائے خدا کسی کو یہ رات　　دلِ کافر کی ہے سیاہی مات
تم سے شکوہ نہ کچھ شکایت ہے　　سب یہ تقدیر کی بدولت ہے
دیکھیے کیا فلک دکھاتا ہے　　اپنی قسمت پہ رونا آتا ہے
خمِ گیسو ہو یا نگہ کی کجی　　ان حسینون سے بخت نے لے لی
سب یہ گردونکی ہے فسونسازی　　اس کرنجے نے کی دغابازی
دیکھ کر مہر و مہ کو پہچانا　　عیبیا ہے ضرور یہ کانا
اسی ظالم سے لوگ ڈرتے ہین　　سب شکایت اسیکی کرتے ہین
اسکی نیرنگیان خدا کی پناہ　　انقلاب اسکا لے معاذ اللہ
ڈھنگ اسکے زمانے بھر سے الگ　　رنگ اسکے زمانے بھر سے الگ
طور اسکے زمانے بھر سے جدا　　جور اسکے زمانے بھر سے جدا

آسمانپر کہان ستارے ہین دل جلون نے یہ تیر مارے ہین

اسکے دلمین غبار رہتا ہے دشمنِ وصلِ یار رہتا ہے

کیجیے لاکھ اپنا حال تباہ کوئی فریادرس نہین صد آہ

کرچکی مین بھی امتحان بہت اونچا سُنتا ہے آسمان بہت

لطفِ صحبت سے آشنا نہوے ہائے دو دن بھی ایک جا نہوے

دلکی دل ہی مین رہ گئی حسرت واہ رے بخت واہ ری قسمت

اب کسے کوس کر دعائین لین کسکی زلفونکی ہم بلائین لین

کسپہ دین جان کسکو پیار کرین دلکو کسکے گلے کا ہار کرین

دلکو سمجھائین کس قرینے سے کسکو لپٹائین اپنے سینہ سے

کون روٹھے جسے منائین ہم پان کس کے لیے لگائین ہم

کس گلِ تر سے دلکو بہلائین ہار پھولونکے کس کو پہنائین

وہ مرا کہنا جاگو دھوپ آئی اُف رے اوٹھنا وہ لیکے انگڑائی

بعد کلمہ وہ سورون کی قرارت — آئینہ مین وہ دیکھنا صورت
شکل کسدن خدا دکھاتا ہے — دیکھیے تم سے کب ملاتا ہے
بو تمھاری صبا نہین لاتی — دردِ دل کی دوا نہین لاتی
جانتی تھی نہ مین خدا ہے علیم — دل لگانا ہے اک عذاب الیم
ہر نفس دلکو ایک خنجر ہے — ایسے جینے سے موت بہتر ہے
ساری خلقِ خدا تو سوتی ہے — تارے یہان گن کے صبح ہوتی ہے
جان دینا اگر نہ ہوتا حرام — کر چکی ہوتی اپنا کام تمام
ایک مہجور کا یہ نامہ ہے — ایک رنجور کا یہ نامہ ہے
ایک ہمراز کا یہ نامہ ہے — ایک جانباز کا یہ نامہ ہے
ایک مشتاق کا یہ نامہ ہے — تنگِ آفاق کا یہ نامہ ہے
ایک ناکام کا یہ نامہ ہے — ایک گمنام کا یہ نامہ ہے
سینہ کوبی سے کام ہے جسکو — رنج و غم صبح شام ہے جسکو

درد الفت کی سے ہے جو آزاری　　بڑھتی جاتی ہے جسکی بیماری
جو تمھارے لیے ترستی ہے　　بیکسی شکل سے برستی ہے
لکھتی ہے خط جو سر جھکائے ہوے　　دلپہ الفت کی چوٹ کھائے ہوے
اشک جاری ہین آہین بھرتی ہون　　اب مین نامے کو ختم کرتی ہون
لکھ چکی مین جو مجکو لکھنا تھا　　یہ بھی الفت کا اک تقاضا تھا
دیکھ کر خط جو آہ سرد بھرو　　ہم کو بیٹھو ہمین کو دفن کرو

سرنامہ

فضل خالق سے لکھنؤ یہ خط　　جاکے پہونچے نواز گنج فقط
جس مکان کا بلند ہے پھاٹک　　قصر محبوب ہے وہی بیشک
ہے غفورا وہان جو اک ماما　　اُسکو قاصد یہ میرا دے نامہ
ماہ شعبانکی آج ہے انتیس ٢٩　　سن ہجری مین تیرہ سو چھبیس ١٣٢٦
نامہ یہ رامپور سے لکھا　　نام تحریر خط مین ہے میرا
اسطرح سے ملا جو یار کا خط　　اُس گلِ تازہ بہار کا خط

کی ذرا بھی نہ خامے نے خامی | خط لکھا پڑھ کے نامۂ نامی

جواب نامہ

اے مہِ دلفروز اوجِ کمال | ثمرِ نورسِ ریاضِ جمال
شوخ و چالاک و مہوش و طناز | کمسن و خوش قد و سراپا ناز
بعد شوقِ وصال ظاہر ہو | میری حالت سے تم بھی ماہر ہو
تھی نہ فرصت ذرا مجھے بخدا | یہ نہ تم جاننا کہ بھول گیا
تم سے مجکو بڑی ندامت ہے | خط نہ لکھنے کی بھی خجالت ہے
صدمۂ ہجر یار اوٹھاتے ہین | ستمِ روزگار اوٹھاتے ہین
منع کرتے ہین جانیسے احباب | ایسے ہی کچھ ہین جمع یہان اسباب
کثرتِ کار سے حواس ہین گم | حاملِ خط سے پوچھ لینا تم
کوئی فقرہ یہان بناتا ہون | آج ہی کل مین مین بھی آتا ہون
دیکھتے ہی جو خط چلا آتا | راز الفت کا سب پہ کھل جاتا

مئی الفت سے یہان ہے مدہوشی | لب پہ رہتی ہے مہر خاموشی

تیغ ہجران سے اپنا دل ہے دونیم | اشک خون سے ہے گواہ حال سقیم

کب یہان ہین حواس خمسہ درست | رات دن رہتی ہے طبیعت سست

سر مین سودائے زلف شبگون ہے | سیل اشکون کی رشک جیحون ہے

ہے ستم ہجر طالب و مطلوب | اَعظَمُ الهَمِّ فُرقَةُ المَحبُوب

اور دو دن اگر نہ خط آتا | گھٹ کے سینہ مین دم نکلجاتا

آسمان اب ہے برسر بیداد | یا علیؑ آپ ہی سے ہے فریاد

نازنین ہو بہت نہ کرنا غم | تم کو ایجان میرے سر کی قسم

گر طبیعت ذرا ہوئی ناساز | بوئے گل بنکے پہونچیگا یہ راز

کچھ بھی گر اشکبار ہوگی آنکھ | چار سے پھر نہ چار ہوگی آنکھ

یونہین فرقت رہے نہین ممکن | کاٹ دیگا خدا فراق کے دن

ہو نہ مایوس اسکی رحمت سے | کسکی گزری ہے ایک حالت سے

رنج فرقت کا تم کرو نہ ذرا — حق نے لاتقنطو ہے فرمایا
رکھو امیدِ فضلِ ربانی — بعد مشکل کے پھر ہے آسانی
ہر مرض کے ہے ساتھ خلق شفا — ہے ہر اک درد کی دوا پیدا
چند روزہ یہ ہجر کے غم ہین — پھر وہی تم ہو پھر وہی ہم ہین
پھر وہی لطف و عیش و عشرت ہے — جان اپنی اگر سلامت ہے
مجھ پہ الزامِ بیوفائی ہے — یہ بھی اک شانِ دلربائی ہے
یہ شکایت کلیجہ ملتی ہے — اک محبت کی بو نکلتی ہے
خوش ہون الزام مجکو جتنا دو — اور دل مین جو کچھ ہو کہہ ڈالو
خیر اللہ نے اگر چاہا — پوچھینگے تم سے کی وفا کہ دغا
ہے اگر اپنی زندگی باقی — دن پھرینگے کبھی تو اپنے بھی
تم نے بھیجے جو ہین لگا کر پان — تنِ بیجان مین آگئی ہے جان
سونے چاندی کے پٹے ہین جو ورق — ماند ہین انسے مہر و مہ کے طبق

پان زرین ہین خاصدانمین کب
ایک ہی برج مین ہین انجم سب

انسے رنگِ وفا نکلتا ہے
عشق کا اک مزا نکلتا ہے

باغِ فردوس سے یہ آیا کون
نخلِ طوبیٰ کے برگ لایا کون

ہر گلوری سے ہو رہا ہے عیان
مٹھی باندھے ہوئے ہے حورِ جنان

رشکِ عنبر گلوریان سب ہین
کیا معطر گلوریان سب ہین

سرخروئی زبان کو حاصل
رنگ انسے بیان کو حاصل

قطعہ بطور معمّا

ہو ریاضی مین جسکو کمال
سے کہے انکو مثلّث الاشکال

نہ کہین سے ہین کم نہ بڑھ کر ہین
زاویہ انکے سب برابر ہین

انکو دیتے ہین کیل کر کے جدا
نہین تقسیم ہوتا ہے نقطا

اتنی فرصت کہان کہ خط ہو طویل
چند سطرین لکھین بصد تعجیل

ہین وہان جسقدر صغار و کبار
ماوجب کہکے کرنا استخبار

ہے یہ تحریر عاشقِ ناکام
بس فقط والسلام خیر ختام

میں نے پھر بند کر کے یہ مکتوب
بھیجا فوراً ہی جانب محبوب

آدمی لیکے خط ہوا رخصت
جا کے نامہ دیا لیا خلعت

اور الفت نے کر دیا بیتاب
دل تھا سینہ میں صورت سیماب

لوگ بہلانے مجکو آتے تھے
دوست سمجھانے مجکو آتے تھے

کہتے تھے صبر کر خدا کے لیے
دل یہ کچھ جبر کر خدا کے لیے

کہیں سن لیں نہ اپنے بیگانے
سب کہینگے ہوے ہو دیوانے

کوئی بولا پریکا ہے سایا
کوئی بولا کسی نے سحر کیا

کوئی بولا نہیں یہ دیوانہ
ہے کسی شمع رو پہ پروانہ

کوئی بولا جنونکی ہے یہ قسم
یا پڑا ہے کوئی جلالی اسم

کوئی بولا طبیب کو لاؤ
کوئی بولا کہ فصد کھلواؤ

ہے مناسب دوا میں سرگرمی
چڑھ گئی ہے دماغ پر گرمی

جسکے

جسقدر مین خموش رہنے لگا — اپنی اپنی ہر ایک سے کہنے لگا

رہا مطلق نہ خوفِ رسوائی — ہوگیا فرطِ غم سے سودائی

استخارہ کیا برائے سفر — سب سے رخصت ہوا گلے ملکر

زیبِ بازو امامِ ضامن تھے — میرے ضامن امامِ ثامن تھے

شکر ہے رامپور جانا ہوا — ریل پہ بیٹھ کر روانہ ہوا

ہر طرف تھا مسافرون کا یہ غل — قید خانہ ہے ریل بھی بالکل

اسمین کوٹھڑیان تھین دونو طرف — دی ہوئی کنجیان تھین دونو طرف

کبھی اک اور ریل کی آمد — کھین قلیونکی کشمکش بیحد

کھین گھنٹی کی بار بار صدا — کھین جلدی مین بھاگنا سب کا

بند ہوتے تھے ریل کے کھین پٹ — کوئی کہتا تھا لے چرٹ سگرٹ

کھین گِٹ پِٹ مین عرضِ حال و مقال — کھین کھٹ پٹ کرائیونکی چال

کو لگی تھی جو اُس ستمگر کی — کیا کہون ملے وہ راہ کیونکر کی

دیکھکر دور اسقدر رستا — ریل کرتی تھی دمبدم نالا
تھا نہ انجن کا وہ دھوان پیہم — آہین تھین سورۂ دخان کی قسم
پٹریان کب پڑی تھین لینو مین — اوبھر آئین تھین سب زمین کی رگین
الغرض باہزار دشواری — آئی رُکنے کی ریل کے باری
دیکھے آواز دور سے انجن — جا کے ٹھہرا میان اسٹیشن
کھین مزدور اُٹھانے اسباب آئے — کوئی اوترا بغل مین بیگ دبائے
سب مسافر ٹکٹ دکھانے لگے — اپنے اپنے گھرونکو جانے لگے
مین بھی اک بگھی پر سوار ہوا — عازمِ خانۂ نگار ہوا
کیا کہون اُسمین کیسی تھی جوڑی — مڑ گئی جس طرف نگہ موڑی
ساتھ اشارے کے وہ روانہ تھی — گردشِ چشم تازیانہ تھی
حور کی شکل اور پری کے ڈھنگ — کیسی شائستہ تیز رو خوش رنگ
چلی ساتھ اُسکے جب سنک کے ہوا — گر گئی راستہ مین تھک کے ہوا

چونکہ تھے نجد کے وہ دونون فرس | تازیانہ سے تھے اونکو تارنفس
پھر نہ رکتے تھے باگ جب لے لی | تازیانہ تھی پشت کی سیلی
یہ جو بجلی تو وہ چھلاوہ تھا | دورِ چرخ اُنکا ایک کا وہ تھا
برق و صرصر مین دم کہان ایسا | خون کا دوڑنا ہی چابک تھا
تھی پسینہ مین انکے گل کی شمیم | تازیانہ انھین تھی موجِ نسیم
گر کبھی انکے ساتھ تیز چلی | سانس چڑھنے لگی ہوا کی بھی
تیز رو کس بلا کے گھوڑے تھے | دونون گھوڑے ہوا کے گھوڑے تھے
یک بیک گھر بھی وہ نظر آیا | تا درِ یار دم مین پہونچایا
ایک مہری کھڑی تھی ڈیوڑھی پر | دوڑ کر اُسنے دی محل مین خبر
مین نہ کہتی تھی لکھنؤ نہین دور | لیجیے آگئے ہمارے حضور
بعدِ مدت یہ دن نصیب ہوا | داخل خانۂ حبیب ہوا
کیا رقم ہو کہاری کا انداز | وہ بھی تھی اپنی قوم مین ممتاز

وہ کمر پتلی قد وہ بوٹا سا | سانولی شکل سو توان نقشا
کاجل آنکھون مین اور سر مین تیل | لہنگے کی چوڑی گوٹ آڑی بیل
بال اولٹے ہوئے بنائے تھی | چاندی کی مچھلیان لگائے تھی
قہر کی چتونین رسیلی آنکھ | ڈھا رہی تھی غضب نشیلی آنکھ
دلکشی مین ہے فرد ہر اک شئے | سچ ہے کیا شہر لکھنؤ بھی ہے
وہ شباب اُسکا چست وہ محرم | وہ جوانی کا جوش پر عالم
شوخ چالاک برق دم چنچل | شانون پر وہ ڈھلے ہوئے آنچل
عطر کی روئی کان مین رکھے | تھے کٹوری مین پھول بیلے کے
ایک برچھی جگر مین گڑتی تھی | اچھے اچھون کی آنکھ پڑتی تھی
جو ادا اُسکی تھی نرالی تھی | لکھنؤ کی وہ رہنے والی تھی
جا کے دیکھا یہ مین نے وہان سامان | ضعف سے غش مین ہے وہ جانِ جہان
دم کیا پڑھ کے ازرہ اخلاص | سورۂ حمد و سورۂ اخلاص

دیکھے قرآن کی ہواین سنے | کی خدا سے طلب شفا ہین نے
کوئی کہتا تھا فال کھلواؤ | کوئی لایا حکیم کو لاؤ
گئے کچھ لوگ دوڑ جانب کو | لائے جا کر حکیم صاحب کو
انکو کہتے تھے لوگ افلاطون | برزبان سارا شیخ کا قانون
تجربہ کار اور فہمیدہ | سن رسیدہ کمال سنجیدہ
دیکھکر نبض اور پوچھ کے حال | یون ہوے پھر وہ سب کرم مقال
نبض تو صاف ہے حرارت سے | حال پہونچا ہے یہ اتفاقات سے
جلد انکے لیے کرو تیار | آب بِہ آبِ سیب آبِ انار
ہے مفید انمین سیف ہو کہ شتاء | شدِّ ساقین اور رشُّ الماءِ
صبح آپس مین کرکے تم شورہ | بہیجنا دیکھنے کو قارورہ
یہ ہی اسوقت چاہیے تدبیر | صبح نسخہ کرونگا مین تحریر
کوئی گھبرانے کی نہین یہ بات | ایسا ہوتا ہے بعض بعض اوقات

وہ تو رخصت ہوئے یہ فرما کر — مین نے زانو پہ رکھا اونکا سر
لوگ تسکین کی باتین کہنے لگے — اشک آنکھوں سے میری بہنے لگے
چند آنسو گرے جو چہرہ پر — کھولدین اُسنے آنکھین گھبرا کر
دیر تک پہلے یاس سے دیکھا — پھر ہوئی وہ حسین یون گویا
ہم محبت مین گو ہوئے برباد — آپ کے دل کی تو برآئی مراد
اور رہتے جو تم وہان کچھ دن — زندہ پاتے مجھے نہ تھا ممکن
سچ ہے الفت مین اب دغا ہے بہت — مرد کی ذات بیوفا ہے بہت
میرے مُنھ کو کلیجا آتا ہے — اس طرح کوئی بھولجاتا ہے
آج تشریف آپ لائے ہین — دو مہینے کے بعد آئے ہین
پھر جو آیا تو آیا ہمکو خیال — بیقراری مین لکھ کے بھیجا حال
تم نے بھیجا نہ کوئی خط پرزا — یہ بھی تقدیر کا مرے لکھا
واقعی یہ بیانِ حالت ہے — نہ گلہ ہے نہ کچھ شکایت ہے

پوچھنے والا ہم غریبون کا — کون دنیا مین ہے سواے خدا

تھی اجل سے امید آنیکی — عادت اسمین ہے ٹال جانیکی

کب بلائے سے موت آتی ہے — یہ بھی کمبخت جی چراتی ہے

ہم ہین زندہ یہ ہے خدا کی شان — ہاے کیا سخت ہے ہماری جان

تپ غم کی دوا نہین آتی — نہین آتی قضا نہین آتی

جسکی الفت مین ہم ہوے رسوا — واے قسمت وہی ہے بے پروا

اب یہ الفت عبث جتانا ہے — آنسوؤن کا عبث بہانا ہے

مجھ سے مطلب ہی جب کوئی نرہا — کیون ہو زانو پہ رکھے سر میرا

ایسے صدمے خدا نہ دکھلائے — کل جو ہونی ہے آج ہو جائے

کیون خدا جانے آگئی یہ موج — کوئی الفت کا نام لے اے نوج

فائدہ کیا ہلاک ہونے سے — چوٹ لگتی ہے دلپہ رونیسے

مردشکو نسے کب ہین منہ دھوتے — شرم آتی نہین تمہین روتے

عورتین سیکڑون ہین مجھ ایسی
ڈھونڈھ لو جا کے چاہو تم جیسی

لکھنؤ یا خدا رہے آباد
وہان ہزارون ہین غیرتِ شمشاد

بے سبب وہان کا یہ قیام نہین
پھنس گئے ہو گے تم کہین نہ کہین

لے گئی ہو گی کوئی عیارہ
مل گئی ہو گی کوئی مکارہ

وہان کی رنگینیان تو ہین مشہور
کھل ہی جائیگا یہ بھی راز ضرور

کب چھپائے سے عشق چھپتا ہے
ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے

اوٹھ کے پھر بیٹھی وہ گلِ رعنا
پاندان اپنے پاس منگوایا

میری راحت کا تھا جو اسکو دھیان
خاصدانین بنا کے رکھے پان

پا کے مہری نے انکا کچھ ایما
سامنے میرے باادب رکھا

آنکھین نیچی کیے بصد اکرام
پچھلے پاؤن ہٹی وہ کر کے سلام

پہلے تو مین سنا کیا تقریر
رہا خاموش صورتِ تصویر

پھر کہا مین نے ہے خدا آگاہ
گر کسی سے ہوئی ہو رسم و راہ

کوئی حد بھی ہے بدگمانی کی — لو قسم کھاتا ہون جوانی کی
کب تھی فرصت ہمین وہان دم بھر — کیا خبر تمکو گزری کیا ہم پر
گر نہ ہوتی ہمین تمھاری یاد — کس لیے کرتے نالہ و فریاد
رنج مین ہو سکے نہ پورے کام — رہ گئے سب وہان ادھورے کام
بولی غصہ سے تب وہ مہر لقا — جھوٹ سچ کا تو ہے علیم خدا
رنگ یہ خوب دیکھے بھالے ہین — کب خلاف آپ کہنے والے ہین
پارسائی کی سب مین شہرت ہے — قسمین کھانیکی کیا ضرورت ہے
رسم ہو یا نہو کسی سے وہان — میری جانے اسے بلا ہے ہان
پھر ارادہ ہے جانے کا جاؤ — کام بھی اپنے ختم کر آؤ
ایسی باتو سے نکلے جائیے قربان — لیجیے مجھ پہ رکھتے ہین احسان
ہرج کیا ہے جو اور کیا ہو خیال — شرع مین چار بی بیان ہین حلال
انبیا و صلحا کی ہے تقلید — مرد کب ایک کے ہوے ہین مرید

کیون نہ آنسو بہلا بہائین ہم
تمکو دل کس طرح دکھائین ہم

خوب مجھے اپنی زندگی سے ہی یاس
دلکی ناحق نکالی مین نے بھڑاس

ایسی باتون پہ خاک اب ڈالو
آگ لگ جائے ایسی الفت کو

دل دیا مین نے یہ قصور کیا
خوب اپنے کیے کی پائی سزا

لب پہ فقرے جو غم فزا آئے
اشک آنکھو نمین ڈبڈبا آئے

چشمِ تر پر یہ ہو رہا تھا گمان
ہین صدف مین عیان دُرِ غلطان

اشک کہتے تھے چشمِ پر نم کے
ہم ہین نرگس مین قطرے شبنم کے

مین نے گردن مین ہاتھ ڈالدیے
اپنی قسمت کے بل نکالدیے

ہاتھ میرے جھٹک کے وہ بولی
نچلے بیٹھو یہ دل لگی کیسی

دل ناشاد کو ہے بارا اخلاص
بہت پڑا ہے کہا نکا پیار اخلاص

تر تھی اشکون سے نرگسِ جادو
بولا دامن سے پونچھکر آنسو

اب تمھین ربِ ذوالمنن کی قسم
تم کو اوراحِ پنجتن کی قسم

منتین کرتے ہین کہا مانو　　قسمین کھاتے ہین اب تو سچ جانو
کہا کیا اعتبار قسمون کا　　مصلحت ہو تو جھوٹ بھی ہے روا
یہ تو ہے بات شہرۂ آفاق　　سچ نہین بولتے کبھی عشّاق
کہا مین نے تمھین نہ ہوگا یقین　　کوئی جچتا نہین نظر مین حسین
کہا پہچانتی ہون آپکے طور　　ایسی باتو نمین آئیگا کوئی اور
مجکو آیا یقین جو فرمایا　　جھوٹ کے بولنے مین صرفہ کیا
کہا مین نے ہے آج سے ساون　　لائقِ دید ہے بہارِ چمن
بلبلون کی صدائین آتی ہین　　کالی کالی گھٹائین آتی ہین
نغمہ پیرا طیورِ باغ اکثر　　ہر طرف نہر و سبزہ و گلِ تر
کبھی گھر گھر کے ابر کا آنا　　بوندیان پڑنا اور کھل جانا
دلکو بہلائین آؤ باغ چلین　　کہا اللہ اب نہ چھیڑو ہمین
بھیجا بیکار چاٹے جاتے ہو　　تم میرا اور دل جلاتے ہو

یہان تو لیتا ہے جان صدمۂ غیر ‏— ہو مبارک تمھین کو باغ کی سیر

کوئی غنچہ دہن بلاؤ گے ‏— کیا کوئی اور گل کھلاؤ گے

کیسا گلشن بھلا کہان کا باغ ‏— صورت لالہ خود ہے دل پر داغ

اب وہ اگلا سا چاہ پیار نہین ‏— باغ الفت ہی مین بہار نہین

ہو شگفتہ جو دل تو آئے قرار ‏— اب تو غم سے ہے مرے گلے کا ہار

سیر گلزار بار خاطر ہے ‏— یہ روش ناگوار خاطر ہے

دل پہ گر جبر کر کے جاؤن بھی ‏— اک نہ اک وہان بھی شاخ نکلے گی

کوئی غنچہ جو کھل کھلا کے ہنسا ‏— ہے وہ منھ پھٹ جواب دونگی کیا

سنکے مین نے کہا کہان ہی خیال ‏— کوئی آئے وہان یہ کس کی مجال

لب پہ غنچے کے گر ہنسی آئے ‏— اپنے ہنسنے کا خوب پھل پائے

چشم نرگس کا کھلنا ہے دشوار ‏— ہے وہ مدت سے آپ ہی بیمار

سب گلون سے وہان ہے یارانہ ‏— ایک سبزہ فقط ہے بیگانہ

ہو گی فرحت دلِ پریشان کو | تم چلو تو سہی گلستان کو
دم الجھتا ہے کچھ تو دل بہلے | کہا اقرار کر لو یہ پہلے
لکھنؤ کا ہو پھر اگر جانا | اب کی مجکو نہ چھوڑ کر جانا
جان ورنہ یہ لے گا رنج و الم | اوٹھ سکے گا نہ مجھ سے ہجر کا غم
کھا کے قسمین یہان کیا اقرار | باغ چلنے پہ وہ ہوئی تیار
باغبان انتظام کو آئے | جا بجا جا کے جھولے گڑوائے
سرو تھا اک طرف عصا بردار | کچھ تھے سورج مکھی لیے اشجار
پاس غنچہ کے مَی کا تھا کنٹر | لالہ استادہ تھا لیے ساغر
بسکہ تھی دلمین حسرتِ دیدار | چڑھ گئین بیلین تا سرِ دیوار
میل پھولون سے کر لیا پیدا | اب بھی اترا لے کیا نہ بادِ صبا
پھول ہر سو کھلا رہی تھی بہار | رنگ اپنا جما رہی تھی بہار
حسن اپنا دکھا رہی تھی بہار | باغبان کو لبھا رہی تھی بہار

مست ہو ہو کے مرغِ خوش الحان | پڑھنے لگتے تھے سورۂ رحمٰن
جسطرف تھا گلاب کا تختہ | صاف نقشہ تھا باغِ جنت کا
ہو خجل جس سے صنعتِ ارژنگ | ایک اک پھول مین ہزارون رنگ
جنکی خوبی کا اک جہان قائل | روح کو جس سے تازگی حاصل
غنچے کہتے تھے باغ مین کھلکے | ہم ہین ٹکڑے دلِ عنادل کے
نخل جو تھا وہ نخلِ قامت تھا | پھول جو تھا خدا کی قدرت تھا
خندہ زن ہو کے رہ رہے تھے انار | پھوٹ نکلا گلون سے رنگ بہار
لائقِ دید حسن چہرۂ گل | ہر گلِ تر کے پاس اک بلبل
فصلِ گل کی جو یاوری ہو جائے | پتّی آواز کی ہری ہو جائے
کرے جوشِ نمو جو اپنا عمل | نکل آئے قلم مین بھی کوپل
قوّت نامیہ سے کچھ نہین دور | پختہ ہو جائے زخم کا انگور
مثلِ غنچے کے ہین شگفتہ اب | مرغِ تصویر کی بھی کلیان سب

فصل اپنا اثر جو دکھلائے
شاخِ آہو بھی سبز ہو جائے

کچھ دکھائے ہوا اگر تاثیر
کرے پرواز طائرِ تصویر

اے زہے صنعِ باغبانِ چمن
اے زہے حسنِ طائرانِ چمن

ہر طرف زیرِ نخل جاری آب
ہر طرف میوے تازہ و شاداب

سخت آواز بھی جنھین ہو بار
عکسِ تارِ نظر جنھین تلوار

پگھلے جاتے تھے گرم آہون سے
ہوتے تھے شق کڑی نگاہون سے

ہو چکا جب تمام یہ سامان
آئی گلشن مین تب وہ جانِ جہان

باغ سے لینے کو نسیم آئی
تا درِ بوستان شمیم آئی

بسکہ مشتاقِ دید تھین آنکھین
بڑھکے سبزہ نے فرش کین آنکھین

قطرہ قطرہ چمن مین شبنم کا
کوکبِ بخت کی طرح چمکا

دیکھکر چھالے بجلیان جگنو
ابرِ گریان کے پچھ گئے آنسو

دونون کانون مین اُس پریرو کے
تھے کرن پھول بالیان پتّے

نور افشاں ہوا جو چہرۂ یار — بن گیا دھوپ سایۂ دیوار
تھین جو ذرّو نسے زر فشاں کرین — بن گیئن رشکِ کہکشاں کرین
چھڑ گئے ساز تھے جو خوش آہنگ — ٹپے ٹھمری ترانے کا بندھا رنگ
اونچی اونچی وہ تھیر کی تانین — وہ سریلی صدا کہ لیجانین
کیون تعلّی کی لے نہ ہر رقّاص — اِنَّمَا الْقَاصُ لَا یُحِبُّ الْقَاصَ
دیکھکر آسمان پر بادل — کوئی گاتا تھا جاہ کی یہ غزل

غزل راقم

میکدے پر گھٹا جو چھائی ہے — اُسکی رحمت لگا کے لائی ہے
میرے رونیسے اور وہ ہوے گرم — آگ پانی نے یہ لگائی ہے
کر کے بیعت تمہارے ہاتھوں پر — آج مہندی بھی رنگ لائی ہے
دیکھ کثرت عیاں ہے وحدت مین — دل کے آئینہ مین خدائی ہے
دیدے ساقی شراب کا ساغر — لے لے باقی جو آنہ پائی ہے
جاہ سے دل چُرا کے کہہ بھی دیا — واہ کیا آپ کی صفائی ہے

قصہ کوتاہ تھوڑی دیر کے بعد — بجلی چمکی فلک پہ گرجا رعد

برق تڑپی تو رعد بھی کڑکا — ہے یہ بونا بھی قہر کا پتلا

گھر کے جانیکی سب نے ٹھہرائی — حکم کے ساتھ ہی فنس آئی

چار جانب سے ابر گھر آیا — کچھ ترشح خفیف ہونے لگا

یہان سواری کہار اُٹھانے لگے — میہمان سب گھرونکو جانے لگے

وہ پریوش سوار جاتی ہے — یا چمن سے بہار جاتی ہے

لائقِ دید وہ سواری تھی — اک ادھر اک اُدھر کہاری تھی

گھر مین اوتری وہ یوسفِ ثانی — آگیا زور شور سے پانی

دیکھکر ابرِ ترکا یہ نقشا — مُنھ مین دریا کے پانی بھر آیا

بہ رہے تھے ادھر اُدھر نالے — ہر طرف چل رہے تھے پرنالے

مِینھ کی چارون طرف فراوانی — گھٹنون گھٹنون تھا ہر جگہ پانی

محفر کو بھی نکلنا تھا دشوار — وہ دھوان دھار ابرِ دریا بار

ہو گئی تھی مکان انگنائی | چل رہی تھین ہوائین جو بائی
مانکے سینہ سے لپٹے تھے سب بچے | گر رہے تھے مکان جو تھے کچے
سر پہ سب چھتریان لگائے تھے | پھاوڑے ہاتھ مین اُٹھائے تھے
تھا پریشان ہر ایک ذی مقدور | ڈھونڈھتے ملتا نہ تھا کوئی مزدور
رحمتِ حق بھی ہو گئی تھی بار | بیٹھ کر اوٹھ نہ سکتی تھی دیوار
مینھ کے کھُلنے کی تھی دعا لب پر | نقش لٹکائے جاتے تھے لکھکر
وقت کاٹا وہ سب نے مر مر کے | دھوپ نکلی خدا خدا کر کے
شکر ہے آسمان نے بدلا روپ | دل کا ارمان بنکے نکلی دھوپ
نور پھیلا ہے مٹے سیہ بادل | خسروِ خاوری کا بیٹھا عمل
ہو لیے جب درست ہوش و حواس | پوچھنے آیا ایک ایک کے پاس
کم ہوا اختلاج دل ٹھہرا | مین بھی باہر سے اُٹھکے گھر مین گیا
بولی ہنسکر وہ یوسفِ ثانی | آج کس قہر کا پڑا پانی

ایک طوفان تھا معاذاللہ — وہ گرج وہ چمک خدا کی پناہ
باندھتے باندھتے حصار اُسدم — مین تو تھک تھک گئی خدا کی قسم
تھی مین اندر کے کمرے مین ہرچند — انگلیان کانو مین تھین آنکھین بند
کھ رہے تھے تمھین کہ ہو جس جا — یا خدا تیرے ہی امان مین دیا
ایک حاضر خواص تھی ہکلی — مجھ سے ہکلا کے یون وہ کہنے لگی
آآ اندر نہ آپ کیون آئے — ب بِ بجلی نہ چمکی تھی پہلے
م م مینھ بعد کو پڑا سرکار — پ پِ پھر نکلنا تھا دشوار
گ گ گرچہ یہ آب رحمت ہے — ج جَ جانین بچین غنیمت ہے
دِ دِ دل تھا ہر ایک کا بےچین — ت تَ تھا ہر طرف کو شیون و شین
دُو دُو دُو دُو دعا زبان پر تھی — س سَ سب کی نگہ مکان پر تھی
بولی وہ شوخ تھی سب تجھے تو خوشی — بات کرنے چلی ہے دو رموئی
کِ کِ کرتی ہے باتو مین ہربار — دم اولجھنے لگا خدا کی مار

آجکل طور ہی نرالے ہین | پاؤن اب پیٹ سے نکالے ہین
جوڑتی ہے ہر ایک سے رشتہ | چھوٹی مغلانی اسکی سے ہے خالا
باتین کرتی ہے بنکے فہمیدہ | اک ذرا اس کا دیکھنا دیدہ
سب کو باتونمین یہ لگاتی ہے | صدقے قربان سب کیے جاتی ہے
لوگ اسکا نکاح ٹھہرائین | کہین دو بول جلد ہو جائین
بیاہ کر جب وہان یہ جائیگی | بیچ والون کی شامت آئیگی
کس صفائیسے تمسے کہین باتین | جیسے برسون کی تھین ملاقاتین
دیکھ ابھی سے ہے پرائے گھر جانا | ناک چوٹی نہ اپنی کٹوانا
نہین معلوم کیا نتیجہ ہو | اسکا انجام دیکھیے کیا ہو
کہتے تھے سب بہت بجا ہے حضور | ہو رہے تھے یہان یہی مذکور
کھولی لیلاے شب نے زلفِ سیاہ | لیکے مشعل چلا فلک پر ماہ
نورِ ماہِ منیر کا پھیلا | باغمین چاندنی نے کھیت کیا

تھی عیان صنعِ قادر و قیوم
جگمگانے لگے چراغِ نجوم

صاف تھی چاندنی کہ تھا نہ سحاب
اوڑتے پھرتے تھے کرمکِ شب‌تاب

محوِ سیرِ فلک تھا مہ رو
آنچلون مین بندھے ہوئے جگنو

وقت گزرا وہ عیش و فرحت سے
رات کاٹی کمال راحت سے

ہوئے آثار صبح کے آغاز
گھر سے باہر مین آیا بعدِ نماز

آدمی لکھنؤ سے آیا تھا
خط دیا مجکو جو وہ لایا تھا

خط مین لکھا تھا مجکو یہ القاب
آسمان بارگاہ عرش جناب

ہے گزارش یہ بعدِ تسلیمات
ہین یہان نکلے عجیب کچھ حالات

ہو جو ممکن تو آپ اب آئین
کچھ دنون یہان قیام فرمائین

ہو گئی ہے حساب کی ترمیم
کچھ ہے باقی تقاوی کی تقسیم

بیروی ہو رہی ہے کم و کاست
ایک دی ہے نزول مین درخواست

ہوئی تحصیل مین بہت دقت
فوجداری کی آگئی نوبت

لوگ دیگر ضمانتین چھوٹے　　کچھ ادھر کچھ اودھر کے سر پھوٹے
بعض ایسے ہی کچھ یہان ہین امور　　طے ہون گے کبھی بغیر حضور
لوگ جھگڑے نئے نکالتے ہین　　اپنے کھانیکو رخنے ڈالتے ہین
اسقدر ہین حریص چند اشخاص　　جانتے ہین جنھین عوام و خواص
ملکے مفلوک چرخ کو کردین　　زہر انجم سے اپنا گھر بھر لین
پیاس کی ہو جو انکو طغیانی　　موتیون سے یہ چھین لین پانی
زرِ گل کا جو نام سن پائین　　تھیلی غنچے کی کاٹنے جائین
گلِ نرگس جو دیکھ پاتے ہین　　کاجل آنکھونکا یہ چراتے ہین
سن لین گر نام شربت دینار　　لوٹ لین جا کے خانۂ عطار
رخنہ انداز و پر غرور ہین سب　　فتنہ پرداز و اہل زور ہین سب
انمین دو شخص ہین قیامت کے　　دونون پتلے ہین قہر و آفت کے
پیر و مرشد ہین ایک فربہ و پست　　ایک قبلہ ہین لاغر و بدمست

بس جو ان مفسدونکا کچھ چلتا ۔ مہر کو آسمان سے کرتے جدا
یہ جدا کردین پایئن گرتا بو ۔ غنچہ سے رنگ پھول سے خوشبو
شمع روشن سے لو جدا کردین ۔ ماہ کامل سے ضو جدا کردین
فصل کے باب مین یہ ہین مشتاق ۔ وصل وصلی کا بھی انھین ہی شاق
اسقدر ہین فراق کے خواہان ۔ ہے عناصر کا امتزاج گران
مختصر ان کا حال ہے تحریر ۔ ہین سزاوار سرزنش یہ شریر
کر چکے عرض اپنا ہم مطلب ۔ ہے اب اس سے زیادہ حد ادب
ہے یہ اک خیر خواہ کی عرضی ۔ اک سراپا گناہ کی عرضی
پڑھکے خط مین نے حکم عام دیا ۔ سب نے چلنے کا انتظام کیا
گاڑیان کی رزرو فسٹ کلاس ۔ سب روانہ ہوے بدلکے لباس
تھی مرے ساتھ وہ بھی غیرت ماہ ۔ طرفۃ العین مین ہوئی طے راہ
ریل گویا ہوا سے تھی بڑھکے ۔ قصہ کوتاہ لکھنؤ پہونچے

یہان کے ہین سب شریف خوش پوشاک ‌ ‌ ‌ عاشقِ نامِ سیدِ لولاک
سب یہان اہلِ علم و اہلِ کمال ‌ ‌ ‌ سب ستودہ صفات نیک خصال
اہل دولت خلیق و باہمت ‌ ‌ ‌ راجہ نواب آسمان رفعت
قابلِ مدح فی الحقیقت سب ‌ ‌ ‌ سالکِ مسلکِ شریعت سب
جابجا راگ رنگ رقص و غنا ‌ ‌ ‌ بہرِ تفریح یہ بھی ہے چرچا
یون ہین کنکوے ہر طرف کو بلند ‌ ‌ ‌ جیسے چرخِ کُہن کے ہون پیوند
مشق ہے اہل فن کو کچھ ایسی ‌ ‌ ‌ آسمانمین لگاتے ہین تھگلی
قائل اس بات کا ہے سارا جہان ‌ ‌ ‌ مستند ہے تو لکھنؤ کی زبان
مثل صائب بخیر یادش باد ‌ ‌ ‌ شاعری مین یہان ہر اک اُستاد
ایک سے ایک کامل و افضل ‌ ‌ ‌ بے کمالی مین جاہ بھی اکمل
مختصر یہ کہ یہان قیام رہا ‌ ‌ ‌ جلد فرصت ہو اہتمام رہا
پاس سب اپنے اہل کار رہے ‌ ‌ ‌ رات دن صرفِ کاروبار رہے

سب

اُس زمانے مین فصلِ سرما تھی
کس قیامت کی پڑتی تھی سردی

جَم گیا فرطِ بردْ سے دریا
کُرۂ زمہریر گویا تھا

بڑھ گئی سردمہریٔ آفاق
بجھ گئی رفتہ رفتہ نارِ فراق

خلق کو زیست کی رہی نہ اُمید
ہو گیا سردِ مطبخِ خورشید

ایسی سردی خدا نہ دکھلائے
جس سے بردِ عجوز تھرّائے

ایسی سردی سے کچھ نہین ہے بعید
مشک و عنبر ہو داخلِ تبرید

پڑ گئی سرد شعلہ دے کیونکر
آتشِ لعل و آتشِ گلِ تر

گرمیٔ حُسن کا نشان نہ رہا
ہو گئی برف آبِ تیغِ ادا

سرد ہو ہو کے ہو گئی بیکار
آتشِ عشق و آتشِ رخِ یار

الغرض ختم کرکے یہان کے امور
پھر گئے رامپور سب بہ سرور

پھر بدستور گھر مین رہنے لگے
عیش و عشرت سے رہنے سہنے لگے

رفتہ رفتہ کُھلا جو عشق کا راز
جا بجا چرچے ہو گئے آغاز

سب نے ملکر یہ بات ٹھہرائی
عقد ہونے کی گفتگو آئی

دونون دل پہلے ہی سے تھے راضی
دل ہو راضی تو کیا کرے قاضی

جم گیا رنگِ عشرت و شادی
ہوگئی اپنی خانہ آبادی

وقت مُنھ دیکھنے کا جب آیا
رونمائی مین دی ہر اک نے دعا

مہر و مہ نے کہا رہو آباد
آسمان بول اُٹھا مبارکباد

اور تفصیل سے لکھون کیا حال
ناظرینِ سخن کو ہو نہ ملال

طبع عاجز نہین دمِ تحریر
کھینچ سکتا ہون یہان بھی مین تصویر

فائدہ کیا جو بار ہو جائے
دیکھنا ناگوار ہو جائے

مثنوی بڑھ کے ایک دفتر ہو
ختم کرنا بھی سب کو دوبھر ہو

جاہ اب سے ہے یہ مدعا مسئول
مثنوی کو عطا ہو حسنِ قبول

تعداد اشعار ۶۲۷

قطعۂ تاریخ مثنوی ہذا از ریختۂ کلکِ جواہر سلک عالیجناب رشکِ انوری و صائب جناب محمد واحد علیخانصاحب متخلص بہ آبر زاد کمالکم

از رامپور

خسروِ کشورِ سخن جاہ بلند پائگاہ	مثنوی کہ نظم داد دانہ گوھرین بسفت
آبر بگوشِ ما سروش مصرع سالِ طبع او	جلوۂ بیمثالِ حُسن سوز و گداز عشق گفت

۵۸۱ ۷۴۵

سنہ ۱۳۲۶ھ

اعلان

ہر اہل مطبع کو اختیار ہے کہ اپنے انتفاع کے لیے بلا اجازت مصنف کے مثنوی ہذا طبع کرے اور نفع اوٹھائے مگر تصحیح کو مقدم سمجھے

محررہ

جاہ

سنہ ۱۳۲۶ھ

اگر مدرج شدہ تاریخ پر [illegible]
کی گئی تو مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ جرمانہ لیا جائے گا۔

			[illegible]

۱۰۲۳۶

کتب خانہ
جامعہ عثمانیہ

۱۔ اراکین مجلس اعلیٰ، مجلس تعلیمات، مجلس انتظامی رکھ سکینگے
مجالس شعبہ جات، نصاب پانچ کتابیں ایک ماہ تک اپنے پاس رکھ سکینگے، عہدہ داران جامعہ
۲۔ اساتذہ جامعہ عثمانیہ و کلیات دس کتابیں ایک ماہ تک اپنے پاس رکھ سکینگے اور انٹرمیڈیٹ
اور اراکین دارالترجمہ دس کتابیں، دو کتابیں بی اے و تحقیقاتی جماعتوں کے
۳۔ طلبائے ایم اے، ایل ایل بی اپنے پاس رکھ سکینگے
کے طلبہ تین کتابیں ایک ہفتہ تک اپنے پاس رکھ سکینگے، بجز ان طلبہ کے جو بحساب
طلبہ پانچ کتابیں دو ہفتہ تک کتابیں واپس نہ کی جائینگی
۴۔ مدت مقررہ پر کتابیں واپس لیا جائیگا
ایک آنہ یومیہ فی کتاب جرمانہ کیا جائیگا مگر اس غرض کے
۵۔ بشرط موقع کتابیں جاری کی جاسکینگی، کتاب کا لانا لازم ہے
لیے کتب خانہ میں کتاب
۶۔ کتابیں گم یا خراب ہو جائیں تو معاوضہ دینا ہوگا، ذمہ داری
عائد ہوگی
۷۔ کتابوں پر کسی قسم کا نشان یا کوئی اور عمل نہ
دیا جائے
۸۔ قلمی نسخے اور حوالے کی کتابیں
جاری نہ کی جاسکینگی